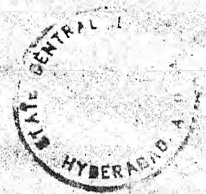
RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا

CHECKED



Checked
1987

CHECKED 1996



در تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر طبع شد



باسمہٖ سبحانہٗ ولہ الحمد

سوال عسیر الانحلال

امسال محمود آباد مین بتاریخ ہشتم ماہ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ
کہ روز تقسیم حاضری حضرت عباس علیہ السلام تھا مجمع عام
مین شیعون کے ایک شیعہ ساکن بسوان نے اس حقیر سے یہ سوال کیا
کہ جناب والا ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ مقدر جانب خدای تعالی
سے حق مین عبد کے ہوتا ہے وہی بندہ سے سرزد ہوتا ہی خواہ سرقہ
وزنا خواہ نماز وروزہ اور علاوہ مقدر کے کچھ بھی کسی بندہ سے
سرزد نہین ہوتا ہے پس اس صورت مین ہرگاہ ہر حال مین بندہ عاجز
تابع تقدیر رہا پس بندہ کا نہ سرقہ وزنا مین کوئی قصور اور نا کل حرام
مین کوئی جرم لازم آیا تا وہ سزا وعذاب کا مستحق ہو بلکہ جو کچھ کیا
اسنے اپنی تقدیر سے کیا نہ تقدیر مین ہوتا نہ یہ واقع کرتا پس بندہ
اپنے افعال مین تابع تقدیر خدا ہو کر مجبور و معذور ہوا

حالانکہ مذہب اہل حق مین بندہ فاعل مختار ہی غیر مجبور از جانب
رب غفور رحیم چنانچہ اسی وجہ سے بندہ اپنی نیکی پر ضرور جزا اور بدی پر
ضرور سزا پاتا ہی پس کیا مطلب صحیح ہی تقدیر مقدر کا تا بندہ
موافقت تقدیر مین خارج از مجبوریت ہووے اور فاعل مختار ہونا
اسکا صحیح رہی بنا بر مذہب اہل حق کے اور ثواب و عقاب کہ ضروریات دین
ہی باطل نہونے پاے اور حاصل سوال یہ ہی کہ پابندی تقدیر بندہ کو
پابند شرع نہین ہونے دیتی مثلاً بندہ کو سرقہ مین پابندی تقدیر پابند
شرع نہین ہونے دیتی ہی کہ وہ ترک سرقہ ہی پس شرع مقابل تقدیر
عبث وبیکار ہوگئی حالانکہ شرع ہرگز بیکار نہین ہوسکتی کہ
اسی شرع کی پابندی ومخالفت پر مدار جزا و سزا ہی من اللہ بروز
قیامت اور تقدیر اللہ بھی عبث نہین کہ فعل الحکیم العلیم ہرگز
عبث نہین ہوسکتا ہی فکیف التوفیق بینہما تاکہ صحیح رہے
تقدیر الحکیم اور بھی شرع اوسی خدای علیم کی اب آپ براہ ہدایت
ایسی عبارت صاف وصریح مین حل اس اشکال عسیر الانحلال کے

فرمائی کہ ہم ایسے جاہل بھی اوسکو سمجھ جائین اور فائدہ تامہ دینیہ
اوٹھائین۔ بینوا توجروا۔

الجواب وباللہ التوفیق والتائید

آگاہ ہو سائل عاقل غیر غافل کہ مراد تقدیر سے کتابت لوح محفوظ ہی
اور تقدیر کرنیوالا مقدر کا بہ نسبت مخلوقات کے وہ عالم الغیب والشہادۃ
قدیم ازلی ہی کہ جسکا علم عین ذات مثل ذات مقدم ہی ازلاً تقدیر
وصاحب تقدیر دونون پر حتمًا ببراہین ساطعہ ودلائل قاطعہ
اور یہ دونون موخر ہین علم سے خدای تقدیر کنندہ کی جزمًا بدیہتہً
پس معنی تقدیر کے یہ ہین کہ بندہ سے جو کچھ واقع ہونیوالا تھا بعد ہستی
وحیات بندہ کی قطعًا چونکہ وہی علم مین اوسکی تھا لہذا اوسی علم کی
موافق اللہ تعالی نے مقدر کیا جو بندہ کرنیوالا تھا یعنی لوح محفوظ مین
لکھدیا کہ فلان امر فلان بندہ سے صادر ہوگا اور یہ نہین ہے کہ فعل مقدر
بوجہ تقدیر کے بندہ سے واقع ہو اور نہ واقع نہوتا تا بندہ مجبور ومعذور
ہووے بلکہ اس تقدیر سے باریتعالی نے اپنے علم ازلی کو ظاہر کیا اور

وقفیت کو اپنی بہ نسبت کل جزئیات و کلیات کے تا ہر وہ شخص کہ جو
تقدیر عبد پر قبل فعل عبد یا بعد فعل عبد مطلع ہو مثل ملائکہ و انبیا
و ائمہ علیہم السلام کی بتفصیل جان لی کہ خداوند عالم عالم ہی کل
کلیات و جزئیات کا مخلوقات سے = اور ہرگز علم وقوع فعل عبد کا یا
بغرض اظہار علم لکھدینا اس فعل کا کسی نامہ مین علت وقوع فعل کے
نہین ہی عبد سے تا وہ عبد اس فعل کے واقع کرنے مین مجبور و معذور
ہو جاے مثلاً زید کو علم وقوع سرقہ کا بہ نسبت کسی اپنے غلام کے تھا
اور بغرض اطلاع اپنے کسی دوست کی اسنے اس امر کو لکھ بھی دیا تھا او
اوس غلام نے سرقہ کیا تو علم زید کا اور لکھدینا اوسکا سبب
سرقہ غلام کا نہو گا اسلئے کہ اگر قطع نظر کیجاے علم زید اور کتابت سے
تو بھی وہ غلام سرقہ کرتا پس علم زید و کتابت زید کو کچھ بھی دخل
سرقہ غلام مین نہین ہوا تا غلام سرقہ پر مجبور و معذور ہو کر غیر مستحق
سزا کا ہو اور اسی لئے زید کو عالم سرقہ کہتے ہین اور غلام کو سارق
کہتے ہین اسلئے کہ علت فعل سرقہ کی خود ذات غلام ہی نہ علم کسی

دوسرکیا ہواسطے کہ سرقہ فعل اختیاری ہی خود سارق کا اور سیوجہ
سے ازجانب شرع قطع دست کا حکم ہوا بہ نسبت اسی سارق کے نہ بہ نسبت
عالم سرقہ کے = پس تقدیر سے مقصود فقط اظہار علم عالم ہی بذریعہ
کتابت بوقوع فعل اختیاری از عبد بقابوی عبد اور اس اظہار علم میں
ایکذرہ بھی تعلق جبر کا نہین ہی عبد پر از جانب رب علیم و اکبر پہیشتہ
پس بندہ مختار ہی جزمًا نہ مجبور ہی نہ معذور اپنی افعال اختیاریہ مین
اصلا پس اگر وہ فعل عبد کا مامور بہ تہا شرعًا مثل نماز و روزہ کی تو
بجاآوری اس فعل کے حسن اختیار عبد سے ہوگی اور وہ عبد اپنی
اوس عمل خیر پر حتمًا جزاو ثواب پائیگا روز جزا حسب وعدہ
صاحب شرع اور اگر وہ فعل منہی عنہ تہا شرعًا تو بجالانا اوسکا سوء
اختیار سے عبد کی ہوگا پس وہ عبد اپنے اس عمل بد پر بلاشبہہ سزا
وعقاب پائیگا بروز قیامت حسب وعید صاحب شرع موافق حدیث
ان خیرًا فخیر او ان شرًا فشرًا پس بندہ موافق تقدیر کے بجالانی
فعل پر ایکذرہ بھی مجبور نہوا اپنی عمل خیر و شر پر بدینوجہ کہ وہ عبد

حل التقدیر (۱۳۰۰) از رضا علی

عمل نیک کو بحسن اختیار خود بجا لاتا ہی اور عمل بد کو بسوء اختیار خود
بلا جبر کسی جابر کی اور اسیوجہ سے بندہ کو فاعل مختار کہتی ہین حسب
مذہب اہل حق ہے پس وہ عبد فعل ماموربہ شرعی کی بجالانیمین مطیع
خدا ہوکر مستحق ثواب کا ہوتا ہی آخرتمین اور فعل منہی عنہ شرعی کے
بجالانیمین وہ عاصی و نافرمان اپنی مالک کا ہوکر مستحق عقاب کا ہوتا ہی
بروز قیامت پس عبد سرقہ مال و اکل حرام مین مجرم شرع ہوکر مستحق سزا
و عقاب کا ہوا جزما بوجہ نافرمانی اختیاری کی اور موافقت تقدیر بحیثیت
مجبوری نہین ہوئی اسلئے کہ مقصود تقدیر سے فقط اظہار علم امر واقعی کا
ہی بذریعہ کتابت اور علم و کتابت اصلا سبب جبر نہین ہی عبد پر بدیہتہً
اور اسی عدم جبر سے ظالم پر خدا اپنی لعنت کو اور صائم پر اپنی رحمت
کو وارد و لازم کرتا ہی پس اگر عبد اپنے افعال اختیاریہ مین مجبور رہتا
تو اوس پر نہ لعنت ہوسکتی نہ رحمت باری بوجہ بے اختیاری
بلکہ بندہ فاعل مختار ہی اپنے افعال اختیاریہ مین جیسا کہ گذرا اور یہی وجہ سے
عبد ظالم مستحق لعنت اور عبد صائم مستحق رحمت ہوتا ہی جانب

رب عادل سے الغرض تقدیر کرنا خدا کا علت وقوع فعل عبد نہین ہے
اور سوا کے اظہار علم کے اپنی اولیا اور احبا پر کوئی تعلق اسکو فعل عبد سے
نہین ہی پس تقدیر کرنیمین خدا کی ایکذرہ بھی جبر نہین ہی عبد پر جانب خدا
سے بدیہتہ بلکہ وقوع حتمی فعل کا عبد سے نفس الامر مین سبب ہی تقدیر مقدر
کانہ تقدیر مقدر سبب ہے وقوع فعل کا عبد سے مثل اسکے کہ جیسا گھوڑا
نفس الامر مین تھا ویسے ہی تصویر اوسکی ہی اور یہ نہین کہہ سکتے کہ
جیسی تصویر تھی ویسا گھوڑا ہوگیا پس یہان بھی یہی حال ہی کہ جو فعل
اختیاری عبد کا جسطرح عبد سے نفس الامر مین واقع ہونیوالا تھا ویسا ہی
علم اسکا بارئتعالی کو قبل سے ہوگیا اور یہ نہین کہہ سکتے کہ جیسا علم
آلہی مین گذرا تھا ویسا ہی فعل عبد سے بتبعیت علم آلہی واقع ہوا
حاصل یہ ہی کہ اسپ اصل ہی اور تصویر اوسکی تابع ہی مطابق ہونیمین
اصل اسپ کی پس یہ نہین کہہ سکتے کہ اسپ تابع ہی مطابقت مین تصویر کا
بسبب اصالت اسپ کی پس اسیطرح فعل عبد اصل ہی اور علم اسکا مطابق
اصل فعل عبد کی ہی اگرچہ مقدم ہو اور ازلی ہو اور یہ نہین ہی کہ فعل عبد

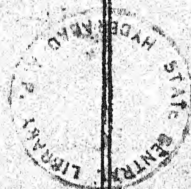
تابع ہو وقوع اور مطابقت مین علم الٰہی کا بوجہ اصالت فعل کے
پس علم بوقوع فعل عبد علت وقوع فعل عبد نہین ہے بلا مریہ بلکہ افعال
اختیاریہ عبد قصد و قابوی عبد سے واقع ہوتے ہین اور اسی وجہ سے استحقاق جزا
و ثواب موافقت حکم مین اور استحقاق سزا و عقاب مخالفت حکم مین
واسطے عبد کے حاصل ہوتا ہی پس تقدیر کرنے مین سوا اظہار علم کامل باری کے
کی کوئی نقص و الزام ذات قادر منعام پر عائد و وارد نہین ہو سکتا ہے
لانہ تعالیٰ شانہ لا یفعل قبیحًا و لا یخل بواجب یعنی اسلیے کہ
وہی اللہ تعالیٰ نہین کرتا ہی کوئی فعل قبیح بوجہ علیم و قادر و غنی بالذات
ہونیکے اور اخلال کرتا نہین یعنی ترک کرتا نہین کسی فعل واجب
الوقوع کو حسب ارادہ و حکمت کاملہ خود فانہ علیم حکیم قدیر
الحاصل تقدیر ایک اظہار و بیان ہے امر واقعی حتمی الوقوع کی وقوع
کا عبد سے حتمًا باختیار عبد بلا جبر جابر اور دلیل قطعی ہے اپرا امر و نہی کا
ہونا بعد التقدیر اسکی طرف سے عبد پر اور متابعت امر و نہی پر وعدہ جزا
اور مخالفت امر و نہی پر وعید سزا کا ہونا واسطے عبد کے اور جبر بن ...

عبد لائق سزا ہی نہ مستحق جزا کما لا یخفی علی اھل البصیرۃ واولی النہی
پس تقدیر اجبار نہیں ہو بلکہ اخبار ہی وقوع حتمی سے ہر واقعہ عبد کے
از جانب عالم ازلی صادق البیان کہ جسکے خلاف کا وقوع نہیں ہے
اس عبد سے در وہم و گمان او و شرع کا جاری کرنا یعنی امر و نہی کا
جاری کرنا عبد پر بعد التقدیر نہیں ہی مگر اختیار و امتحان عبد
بعمل عبد یحسن اختیار خود اور بترک عمل بسوء اختیار خود اور وجہ
اس اختیار و امتحان کی یہ ہی کہ تا منکشف ہو جائے سب پر حال
تابع و تارک دونونکا پس تابع کو بوجہ متابعت حکم کی جزا و ثواب
دیا جاے اور تارک کو بسبب مخالفت حکم کی سزا و عقاب باب ہا
یہ شبہ کہ ہرگاہ خدا کو علم تھا عدم تحمل ایمان کا بہ نسبت کسی کافر
کی یا علم تھا عدم ترک فسق کا بہ نسبت کسی فاسق کے تو ایسے کافر کو حکم
ایمان لانیکا اور فاسق مذکور کو حکم ترک فسق کا کیون دیا درحالیکہ
موافق اپنی علم کامل کے وہ بکتابت مقدر کر چکا تھا کہ نہ وہ کافر
ایمان لائیگا مثل فرعون وغیرہ کے اور نہ وہ فاسق ترک فسق کریگا

مثل فرعون ثانی کے پس سے علم عبث ہوا اور بیکار پس دفعہ اس شبہہ کا
اسطرح ہی کہ کافر و فاسق اپنے کفر و فسق مین مجبور ہین نہین جیسا کہ
اوپر بیان ہوا البتہ علم الٰہی مین وہ کانہ ایمان لاتا اور نہ اطاعت
کرنا گذرا ہی اور صرف علم عدم ایمان و اطاعت مانع خطاب نہین ہوسکتا ہی
ہان اگر مسلوب الاختیار ہوتی تو خطاب بایمان و اطاعت قبیح
ہوتا واذلیس فلیس اور یہان سبب خطاب کا محض ختم حجت ہی عبد پر
جانب معبود سے حسب قول خود باری تعالی فللہ الحجۃ البالغہ اسی لئے
ہمیشہ خدا کی حجت بندہ پر تمام ہوا کرتی ہی خدا تعالی کبھی محجوج و ملزم
نہین ہوتا ہی اور بندہ کی حجت کبھی خدا پر تمام نہین ہوتی ہی بلکہ بندہ
ہمیشہ محجوج و ملزم ہوتا ہی بمقابل خدا پس اگر صرف علم عدم ایمان
و اطاعت کی وجہ سے خدا اوسے خطاب نفرماتا اور قیامت مین
کفر و فسق پر عذاب کرتا تو امر بالعکس ہوجاتا یقیناً بدیہۃ اس لئے
کہ بندہ اپنی ماخوذ ہونے پر یہ کہتا کہ اے خداے عادل تو نے خطاب
ایمان لانے اور ترک فسق کا مجکو کب کیا کہ مین ایمان لاتا اور ترک



فسق کرتا تیرے خطاب نہ کرنے سے مین غیر ایمان لایا اور نہ ترک فسق کیا
مجکو تو ماخوذ کیون کرتا ہی پس اس صورت مین خدا محجوج و ملزم بندہ
سے ہوتا اور حجت بندہ کی خدا پر تمام ہوتی نہ حجت خدا کی بندہ پر
اور وہ اصلا صحیح نہین ہی عقلا و نقلا پس خطاب اتماما للحجۃ
من رب الارباب واقع ہوا نہ عبث و بیکار **الغرض**
یہی دونون امر و نہی مدار جزا و سزا ہین بہ نسبت ہر عبد کے
روز جزا از جانب خالق بہمیتا چنانچہ اسیطرف مشیر ہے
کلام ملک علام مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ
پس اس بیان با برہان سے تقدیر و شرع دونونکا اجتماع بلا امتناع
صحیح ثابت رہا بلا اخفا واللہ ہو الہادی الی طریق مستقیم
قررہ وحررہ ورتبہ وھذبہ العبد القاصر العاصی
رضا علی عفی عنہ فی آخر الیوم من آخر الربیعین سنہ ۱۳۰۲ھ



یہ رسالہ خاص مذہب شیعہ کا ہے اہل سنت نہ ملاحظہ فرمادیں —

تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر

دریں زمان مسرت توامان رسالہ شریفہ وعجالہ منیفہ مصنفہ عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول جناب المولوی المرزا رضا علی صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائہ المسمی بہ

رسالہ سہل ممتنع

در حل اشکال متعلق بہ آیہ تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر بحسن اہتمام وسعی مالاکلام وتصحیح تام سید محمد صاحب زیدت لہ المواہب المعروف بہ داروغہ چھدن صاحب مالک مطبع وسید مجتبیٰ حسن منیجر مطبع

در تصویر عالم پریس لکھنو ڈیوڑھی آغا میر طبع شد



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال از علمائے امامیہ کثرہم اللہ فی البریہ

کیا مطلب و مراد ہے عزت و ذلت سے جو قول باری تعالیٰ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ مین مذکور ہے اور وہ عزت کون سی تھی جو فراعنہ متقدمین و متاخرین کو مع یزید پلید و امثال کو اونکے ملی با وصف بُعد بعید کے اونکو اللہ تعالیٰ سے اور وہ ذلت کونسی تھی جو مقربان خدا کو خصوصًا حضرات آل محمد علیہم السلام کو حاصل ہوی باوجود تقرب بعید کے ان سب کو طرف اللہ تعالیٰ کے حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقین مین عزت کو خاص گردانا ہی واسطے اپنی ذات مقدسہ اور واسطے اپنے رسول مقبول اور مومنین کے کہ فرمایا ہے وَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ پس سایل ہدایت طلب ہے

اس امر کا کہ باین اختصاص و تقریب باری مقرب کو بحد ذلت پہونچی
اور منحرف و مردود باری کو بان تبعد بعید عزت بحد حاصل ہوا اسکے
کوئی وجہ صحیح ضرور ہوگی اسلئے کہ خدا تعالیٰ عادل و صادق ہے لاریب فی
ذالک امیدوار ہے کہ لوجہ اللہ اسکی کوئی وجہ صحیح و وجیہ کہ ضرور ہوگی
زیب تحریر فرمایئے تا باعث تسکین قلب سائل و رافع اختلاج ہو۔

بینوا توجروا

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

الجواب و باللہ التائید والصواب

اولاً ایسے چند امور بطور مقدمہ کے مذکور ہوتے ہین کہ اونہین سے جواب باصواب
ولو بالاجمال بکمال وضوح واضح ہوجائیگا پھر حل اشکال کے بالتفصیل انشاء
اللہ الجلیل سلک تحریر مین منسلک ہوگی بحولہ و قوتہ تعالے

امر اوّل خداے تعالیٰ علیم ہی بالذات اور علم اوسکا عین ذات ہے
کما تقرر فی مقرہ پس کسی فعل مین اوسکے قبح جہل کو راہ نہین ہوسکتی
ہے بسبب عینیت علم و ذات کی۔

امر دوم اللہ تعالیٰ قادر بالذات بھی ہے اور قدرت بھی اوسکی عین ذات

ہی کما برہین علیہ فی محلہ پس کسی امر مین اوسکے قبح عجز کو دخل نہین ممکن ہے
بوجہ عینیت قدرت و ذات کے۔

امر سوم وہ غنی بالذات بھی ہے کما ہو محقق فی علم الکلام پس کسی
فعل مین اوسکے کسی طرح قبح احتیاج کو گنجایش نہین ہوسکتی ہے
بوجہ غنائے ذات کے۔

امر چہارم وہ حکیم مطلق بھی ہے بالذات کما ہو ثابت فی مقامہ
پس کوئی فعل اوسکا خالی از مصلحت و حکمت ہرگز ہو نہین سکتا ہے
پس ہر فعل مین اوسکے کوئی مصلحت و حکمت ضرور ہوگی اگرچہ اوس مصلحت کا
ہم پر ظہور نہو مگر ہمارے علم مین نہونے سے خود نفس مصلحت نابود نہوگی
کہ وہ فعل ہی حکیم مطلق و قادر کا پس وقوع قبیح کا مطلقا حکیم مطلق و قادر
و علیم و غنی بالذات سے محال ہے حتماً و جزماً اسلیے کہ وقوع امر قبیح کا
یا جہل یا عاجزی یا محتاجی سے ہوتا ہے اور ذات کاملہ باری تعالی مین
ان صفات قبیحہ و نقص کا وجود محال ہے یقیناً قطعاً بوجہ عینیت ذات
و علم و قدرت و غنی کی حسب مقدمات مذکورہ بالا کما لا یخفی ؛
پس وقوع امر قبیح کا بھی بد یہتہً اوس سے محال ہوا بلکہ وہ حکیم و قادر

حسب مصلحت و ارادہ خود جسطرح و جسوقت جس شے کا واقع کرنا اوسکے
علم کامل مین اصلح گذرتا ہے وہ اوسکو اوسیطرح اوسکے وقت اصلح پر
ظاہر و واقع کرتا ہے بارادہ خود بالضرور بلا تعجیل و تاخیر فانہ علیم حکیم قدیر
پس حاصل یہ کہ وہ حکیم و قادر و علیم و غنی امر قبیح کو کبھی واقع نہین کرتا ہی اور
واجب الوقوع کو ترک نہین کرتا ہی اور یہی معنی ہین عدل خدا کے اور یہی مراد ہے
کہتے ہین اہل عدل اِنَّ اللہَ عَادِلٌ یعنے اِنَّ اللہَ لَا یَفْعَلُ قَبِیْحًا وَلَا یُخِلُّ
بِوَاجِبٍ ای اللہ تعالی کوئی فعل قبیح کرتا نہین بوجہ علیم و قادر و غنی بالذات
ہونیکے اور اخلال کرتا نہین یعنی ترک کرتا نہین کسی فعل واجب الوقوع کو
حسب ارادہ و حکمت خود پس اسی بیان بابرہان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ
جو فعل اللہ بہ نسبت کسی بندہ کے واقع ہو عام اس سے کہ وہ بندہ مقرب بارگاہ
یا وہ مردود و ناری ہو اور وہ فعل عام ہی اس سے کہ چشم مردم مین عزت ہو
یا ذلت بالضرور اوس فعل اللہ مین کوئی مصلحت و حکمت صحیحہ و وجیہہ
ہوگی یقیناً نظر خالق حکیم و علیم مین جسکا اسواسطے کہ فعل اللہ مین قبیح کو
اصلا راہ نہین ہے حسب مقدمات مسطورہ بالا اور نفس الامر مین عزت
وہ ہی جو نظر مالک حقیقی مین عزت ہو اور اسیطرح ذلت وہ ہے جو نظر

مالک حقیقی ذلت ہو اور عزت بندہ کی عند اللہ ایمان ہے باللہ اور
طاعت خدا اور ذلت بندہ کی عند اللہ کفر باللہ ہے اور معصیت خدا
چنانچہ اللہ عزوجل نے اسی عزت و ذلت کو بیان فرمایا ہے اپنے قول پاک
تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ مین اے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ بِالْاِیْمَانِ
(اے عزت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے بسبب ایمان)
وَالطَّاعَةِ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِالْکُفْرِ وَالْمَعْصِیَةِ پس بندہ مومن
(اور طاعت کے اور ذلت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے بسبب کفر و معصیت کے)
مظلوم اگرچہ نظر ظالم و اتباع ظالم مین ذلیل دکھائی دے مگر نظر خالق
عادل مین وہ مومن ہر حال مین معزز و رفیع الدرجات رہتا ہے بوجہ عزت
ایمان و طاعت کی اور بندہ ظالم کافر ہو یا منافق اگرچہ نظر امثال مین اپنے
وہ معزز سمجھا جاوے مگر نظر مالک عادل مین دائما ذلیل و خوار و لائق درکات
نار ہوتا ہے بوجہ ذلت کفر و نفاق کے پس جسطرح مقدمہ عبادت کا عبادت
ہوتا ہے مانند وضو کے مثلاً اوسی طرح جو ذلت مقدمہ عزت ابدیکا واقع ہو
وہ عزت ہی نظر خالق حکیم مین نہ ذلت اور جو عزت مقدمہ ذلت ابدیکا واقع
ہو وہ ذلت ہے نظر خالق عادل مین نہ عزت پس فراعنہ متقدمین و متاخرین
و امثال کو اونکے جو ظاہرا عزت فانیہ ملک و مال و حکومت باطلہ محضہ
حاصل ہوی وہ مقدمہ ذلت ابدیہ کا ہو کر پیش خالق علام وہ ذلت واقعیہ

محضہ ہوئی بوجہ کفر و نفاق کے نہ عزت واقعیہ اور مقربان خدا خصوصاً
حضرات آل محمدؐ ارواحنا لہم الفدا کو جو ہاتھ سے ظالمون کے ذلت قید
و قتل و غارت و اسیری کی ظاہر مین حاصل ہوئی وہ مقدمہ عزت باقیہ
ابدیہ کا ہو کر پیش قادر بے نیاز وہ عزت حقیقیہ واقعیہ ہوئی بوجہ
ایمان و طاعت خدا کی نہ ذلت واقعیہ حسب مقدمہ مذکورہ بالا بلکہ ان حضرات
کو علاوہ عزت ابدیہ کی عزت شفاعت بھی حاصل ہوئی من جانب اللہ
مثل رسول اللہ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء پس اسی عزت ابدیہ
باقیہ واقعیہ حقیقیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے خدای عادل و صادق نے
اپنے کلام معجز نظام مین وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین اور حاصل تقریر
و تحریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہین ذلیل کرتا ہی اپنے اولیا و اصفیا کو اگرچہ
بظاہر بلاے فقر و فاقہ مع دیگر مصائب صعبہ و شاقہ مین مبتلا کرے حسب
مصالح عظیمہ مگر وہ بلایا برسبیل اذلال نہین ہوتی ہے نسبت اونکے کسیطرح
حکیم عادل سے بلکہ وہ بلایا اور تحمل و صبر اون بلایا پر محض ذریعہ ہوتا ہے
اون اولیا کے اعزاز و اجلال کا آخرت مین ابد الآباد حسب تحمل ہر یک
بر مصائب و نوائب از دست ظلمہ کفرہ تا غیر متحمل بلایا پہ مستدعی اوس

اعزاز و اجلال کا نہو سکنے بسبب عدم تحمل کے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ ابتلا
بلایا اولیاے خدا کو کھینچتا ہے طرف صبر کرنے کے بلایا پر با قوت دفع
بوجہ تقرب باخدا اور با قدرت اعجاز بر اہلاک اعدا مگر با اینہمہ صبر و تحمل
کرنے سے بلایا پر صاف ظاہر ہوتا ہے کمال ایمان باللہ اور ایقان و عرفان
تام با یزد منان پس وہ اولیاے خدا بوجہ ابتلا بلا اور صبر و تحمل کرنے پر مستحق
ہوتے ہین مراتب رضوان اللہ و قرب اللہ کے حسب مراتب ابتلا و صبر
کی کہ غیر اونکا اوس مراتب اعزاز و اجلال پر فائز نہین ہو سکتا بوجہ عدم
تحمل کے پس یہ ابتلا بلایا و صبر و تحمل بر بلایا مقدمہ اجلال ہو کر خود اجلال
ہوا حسب مقدمہ مذکورہ بالا نہ اذلال بہیش قادر ذو الجلال اور مثال
اس ابتلاے اولیاء اللہ کی جو مقدمہ اجلال ہو کر خود بھی اجلال ہوا طلاکے
احمر ہے کہ جب وہ مصیبت پگھلنے اور زحمت چوٹ پر چوٹ کھانی کی
اوٹھاتا ہے تب وہ اشرفی بنکر سکہ رائج سلطان ہوتا ہے اور اعداے دینکو
فراعنہ ہون یا غیر فراعنہ جو عزت مال و حکومت باطلہ ملی وہ بر سبیل
اعزاز اونکو نہین ملی بلکہ وہ بر سبیل استدراج ملی یعنی ظاہر مین احسان
اور باطن مین خذلان پس وہ عزت دولت واسطے ذلیل کرنیکے ملی

ہیں اونکو آخرت مین نہ واسطے اعزاز و اجلال کے چنانچہ یہی استدراج باعث
اذلال کو خود خداے تعالیٰ قرآن شریف کے پارہ نہم در کوع سیزدہم مین
فرماتا ہے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا
يَعْلَمُونَ اے جن لوگون نے تکذیب کی ہماری آیات کی قریب ہے کہ
کھینچین ہم تھوڑا تھوڑا طرف اوس چیز کے کہ ہلاک کرے اونکو اسطرح
سے کہ وہ نہ جانین گے کہ کیا ارادہ کیا گیا ہے ساتھ اونکے اس حال دینی سے
اور یہی کو استدراج کہتے ہین یعنی خداے تعالیٰ تواتر کرے اپنی نعمات کا باوجود
منہمک ہونے اون لوگونکی گمراہی و نافرمانی مین پس جسقدر وہ لوگ
نعمت زیادہ پائین اونکی نافرمانی زیادہ ہو اور تجدید معصیت کرین پس
درجہ درجہ ہر نعمت پر وہ معاصی مین داخل ہون بسبب توہم اثر نعمت کے بگمان
اس امر کے کہ یہ تواتر نعمات واسطے ہمارے حاصل ہے من اللہ اور یہ باعث
ہمارے تقرب الی اللہ کے ہے حالانکہ وہ تواتر نعمت خذلان و موجب
بے نصیبی ہے جانب خدا سے اور سبب اوسکا تقرب نہیں ہے بلکہ
بُعد و دوری ہے اللہ تعالیٰ سے وَأُمْلِي لَهُمْ اے مہلت دیتا ہون مین
اونکو کو نکو إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ اے گرفتار کرنا میرا شدید ہے اور اس اخذ شدید کو

خدا تعالی نے کید متین فرمایا ہی بدینوجہ کہ وہ شبیہ ہی کید سے باین حیثیت
اکہ ظاہر مین استدراج احسان ہے او حقیقت مین خذلان و حرمان ہے
کذافی تفسیر المدارک۔ پس مراد استدراج خدا سے یہ ہے کہ کسی کو
گناہ پر ابتدائً گرفتار نہ کرے بلکہ اوسکو مہلت دے اور روز بروز نعمت
اوسکو زیادہ عطا کرے اور وہ غافل اسکے انجام سے ہو آخر کو معاذ اللہ
اوسکو گرفتار کرلے اعوذ باللہ من الاستدراج چنانچہ اسی معنی سے
دعاے عرفہ مین صحیفہ کے یہ فقرہ وارد ہوا ہی ولا تستدرجنی باملائک
لی یعنی خداوندا استدراج نہ کر تو ساتھ میرے بسبب مہلت دینے کے مجکو
اے تا غافل ہو جاؤن مین۔ اور صاحب مجمع البیان بمقام بیان استدراج
مین اس حدیث کے ناقل ہین کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب
واقع کرے بندہ کوئی گناہ اور نعمت جدیدہ اوسکو خدا عطا فرمائی پس یہ بندہ توبہ
واستغفار اوس گناہ سے نہ کرے پس یہی استدراج ہی اور معنے استدراج کے
یہی ہین کہ جون جون بندہ گناہ کرے خدا تعالی اوسے نعمت زیادہ دی تا حجت
خدا اوسپر تمام ہو اور وہ گرفتار عقاب خداوند قہار ہو پس اب کالشمس
فی نصف النہار ہویدا و آشکار ہو گیا کہ فراعنہ متقدمین و متاخرین

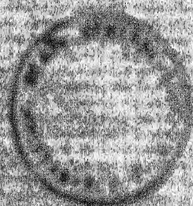

CENTRAL LIBRARY HYDERABAD, A. P.

مع دیگر مثال کو اونکی کثرت مال وغیرہ کا ملنا بحیثیت اعزاز و اجلال نہ تھا
بلکہ محض برسبیل استدراج و امہال تھا حسب شہادت خود باری تعالے
بقول سَنَسْتَدْرِجُهُمْ الخ جیسا کہ مذکور ہوا پس استدراج من اللہ المتعال
بدترین اذلال و باعث نکال ثابت و واضح ہوا واسطے فراعنہ و امثال
فراعنہ کے بوجہ کفر و نفاق کے پس اب تو استدراج باعث اذلال کو
اعزاز و اجلال کہنا ایسا ہے کہ جیسے سراب کو پانی حالانکہ وہ خاک ہے
اور مثال استدراج کی یعنی جو نعمت ظاہر مین احسان اور نفس الامر مین
دلیل خذلان و موجب حرمان ہو یہ ہے کہ کوئی سلطان عادل اپنے
کسی غلام نافرمان بیدین کی گردنمین ایک زنجیر طلا مرصع بیاقوت و زبرجد
والماس بیش بہا قیمتی ننانوے کرور کی کہ وہ نفس الامر مین پہانسی ہو
برسبیل احسان ظاہر مین ڈالی اور وہ غلام عاصی متمرد اسکو بنسبت
اپنے اعزاز و احسان سلطان سمجھکر خوش و مسرور ہوکر چلی
پس وہ زنجیر ادنی تکان مین اوسکے گلو کی پہانسی ظاہر ہوکر مہلک
ہو تو کوئی شخص اس عطائے سلطان کو بہ نسبت اوس غلام کے
اعزاز و اجلال نہ کہے گا بجز اس کہنے کے کہ بادشاہ عادل نے اس

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

غلام نافرمان بیجد کے ساتھ استدراج کیا یعنی ظاہر مین احسان
اور حقیقت مین حرمان بلکہ بیجان باذلال کیا بوجہ نافرمانی بیجد کے
اعاذنا اللہ من الاستدراج اب فراعنہ وامثال فراعنہ کو سوائے
استدراج کے کہ عین اذلال من اللہ المتعال ہے ایکذرہ بھی عزت
واجلال کا نشان نہ ملا اور مقربان قادر ذوالجلال کو سوائے اعزاز
وجلال کے ایکذرہ بھی شبہہ اذلال کا حاصل نہین ہوا بلکہ صبر و
تحمل اونکا بلایا اور رزایا پر باعث ظہور کمال ایمان وعرفان
اور سبب حصول مدارج بے انتہا بدار بقا از جانب عادل بیہمتا
ہوا واللہ ہو الہادی الی صراط مستقیم تمام شد جواب مسمی بسہل ممتنع
کتبہ ونمقہ العبد العاصی رضا علی عفی عن جرائمہ یوم الخمیس الخامس عشر
من شہر رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ ہجری بقلمہ

Checked
198[illegible]



CHECKED [illegible]